روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
جمعرات 29/اگست 2013ء 21 شوال 1434 ہجری 29 ظہور 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 196

میں تمہارا امام ہوں

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی۔اس کے بعد ہماری طرف توجہ کی اور فرمایا۔اے لوگو میں تمہارا امام ہوں۔رکوع،سجود،قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے نہ بڑھو۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب تحریم سبق الامام حدیث نمبر:646)

اخلاق عالیہ رفقاء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے بارے میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بیان کرتے ہیں:۔

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں موسم گرما میں بیت مبارک میں عشاء کی نماز ہونے لگی تو تکبیر سنتے ہی نیچے مرزا امام الدین، مرزا نظام الدین صاحبان کے احاطہ میں سے جہاں پر کئی ڈھول وغیرہ بجانے والے آئے ہوئے تھے۔ان لوگوں نے ڈھول اور نفیری وغیرہ اس طرح بجانے شروع کئے کہ گویا وہ اپنی آوازوں سے نماز کی آواز کو پست کرنا چاہتے ہیں۔اور غالباً یہ ان عمالیق کے اشارہ سے تھا۔مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بڑے جہیر الصوت تھے۔(اتنے کہ صبح کی نداء ان کی نہر کے پل پر سنی جاتی تھی) انہوں نے بھی قراءت بلند کی۔ڈھول والوں نے اپنا شور اور زیادہ بلند کیا۔مولوی صاحب قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہے تھے۔اولی لك فاولی ثم اولی لك فاولی ۔(یعنی تجھ پر ہلاکت ہو۔ہاں اے گندے انسان تجھ پر پھر ہلاکت ہو) اس آیت کو بار بار دہراتے تھے۔اور ہر دفعہ ان کی آواز اونچی ہوتی چلی جاتی تھی۔گویا شیطان سے مقابلہ تھا۔دیر تک یہ مقابلہ جاری رہا۔حضرت مسیح موعود بھی اس نماز میں شامل تھے۔غرض مولوی صاحب نے اس وقت اتنی بلند آہنگی سے نماز اور قراءت پڑھی کہ سب نے سن لی اور شور اگرچہ سخت تھا مگر یہ شور ان کی پرشوکت آواز کے آگے مغلوب ہوگیا۔آیت بھی نہایت باموقعہ تھی۔ (سیرت المہدی جلد 3 ص 54)

حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحب کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:’’بسا اوقات میں بیماری کی وجہ سے باہر نماز کے لئے نہیں آسکتا تھا اور اندر بیٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتا تھا لیکن بیت الذکر سے مولوی صاحب کی قراءت کی آواز کانوں میں آتی تو میرا نفس مجھے ملامت کرتا کہ میں جو عمر میں ان سے بہت چھوٹا ہوں میں تو گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ اسّی سال کا بڈھا بیت الذکر میں نماز پڑھا رہا ہے۔میرے زمانہ خلافت میں میری جگہ اکثر مولوی صاحب ہی نماز پڑھاتے تھے۔صرف آخری سال سے میں نے ان کو نماز پڑھانے سے روک دیا تھا کیونکہ گرمی کی شدت کی وجہ سے وہ بعض دفعہ بیہوش ہوجاتے تھے اور مقتدیوں کی نماز خراب ہو جاتی تھی اس لئے میں نے ان کو جبراً ہٹا دیا ورنہ وہ کام سے ہٹنا نہیں چاہتے تھے۔‘‘ (تاریخ احمدیت جلد 10 ص 693)

حضرت میاں محمد دین صاحب جو تین سو تیرہ رفقاء میں سے تیسرے نمبر پر ہیں بچپن میں پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہوگئے اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔

تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعود کی کتاب براہین احمدیہ پڑھنے کی توفیق ملی اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔فرماتے ہیں میری آنکھ ایسی کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا جاگ کر زندہ ہو جاتا ہے اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔

فرماتے ہیں’’یہ نماز براہین نے پڑھائی اور بعد ازاں آج تک کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی۔تھوڑے عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ کر امام الزمان سے مکمل طور پر وابستہ ہوگئے۔‘‘ (رجسٹر روایات رفقاء جلد 7 ص 47,46)

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضور انور کے خطابات

جلسہ سالانہ برطانیہ مورخہ 31,30/اگست اور یکم ستمبر 2013ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ کے علاوہ چار خطابات ارشاد فرمائیں گے۔جو ایم ٹی اے پر Live نشر ہوں گے۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

30/اگست

☆ پرچم کشائی 8:25pm
☆ افتتاحی خطاب 8:30pm

31/اگست

☆ خواتین سے خطاب 4:00 pm
☆ دوسرے روز کا خطاب 8:00pm

یکم ستمبر

☆ عالمی بیعت 5:00pm
☆ اختتامی خطاب 8:00 pm

ایم ٹی اے نے آواز پہنچا دی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

’’ایم ٹی اے نے تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی ...... پہلے تو (بیت) اقصیٰ ربوہ میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنتے تھے اب ہر شہر میں، ہر گاؤں میں، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے‘‘

(خطبہ جمعہ 21/مئی 2004ء
از خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 350)
(بسلسلہ فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء
مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ

خطبات امام وقت سوال وجواب کی شکل میں

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2013ء

ان جوابات کے سوالات مورخہ 17/اگست 2013ء کے روزنامہ الفضل میں شائع ہو چکے ہیں

سوال وجواب

26 جولائی 2013ء

س: حضور انور نے یہ خطبہ جمعہ کہاں ارشاد فرمایا؟
ج: حضور انور نے یہ خطبہ جمعہ بیت الفتوح لندن میں ارشاد فرمایا۔
س: حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں کون سی آیات تلاوت فرمائیں؟
ج: حضور انور نے سورۃ انعام کی آیات 152 تا 154 کی تلاوت فرمائی۔
س: ان آیات میں کیا مضمون بیان کیا گیا ہے؟
ج: ان آیات میں توحید، والدین کے ساتھ حسن سلوک، اولاد کی تربیت، حیا، یتیموں کا خیال رکھنے اور عدل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔
س: حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کے نزول کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟
ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں قرآن کا مقصد تھا وحشیانہ حالت سے انسان بنانا انسانی آداب سے مہذب انسان بنانا تا شرعی حدود اور احکام کے ساتھ مرحلہ طے ہو، اور پھر باخدا انسان بنانا۔
س: قرآن کریم کی علمی اور عملی تکمیل کے حوالہ سے حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟
ج: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں علمی اور عملی تکمیل کی ہدایت ہے چنانچہ اھدنا الصراط میں تکمیل علمی کی طرف اشارہ ہے اور تکمیل عملی کا بیان صراط الّذین انعمت علیھم میں فرمایا کہ جو نتائج اکمل اور اتم ہیں وہ حاصل ہو جائیں۔
س: قرآنی تعلیم اپنے اوپر لاگو کرنے سے انسان میں کیا تبدیلی پیدا ہوتی ہے؟
ج: فرمایا! کہ وحشیانہ حالت سے نکل کر ایسا شخص جس نے قرآنی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کیا ہو۔ مہذب اور باخدا انسان بنتا ہے۔
س: رمضان کا مہینہ یا قرآن شریف کا نزول ہمیں کس صورت میں فائدہ دے سکتا ہے؟
ج: فرمایا! رمضان شریف کا مہینہ یا قرآن شریف کا اس مہینے میں نزول کا اس صورت میں فائدہ ہمیں ہوسکتا ہے یا ہمیں فائدہ دے گا جب ہم اس کے احکامات کو اپنے اعمال کا حصہ بنائیں گے۔
س: خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو سب سے پہلے کس بات کی طرف توجہ دلائی اور کیا حکم دیا؟
ج: فرمایا: سب سے پہلے خدا تعالیٰ نے جس بات کی طرف توجہ دلائی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ کبھی تم سے سرزد نہ ہوا ایسی بات جو تم پر حرام ہے کہ خدا تعالیٰ کا شریک کسی کو ٹھہراؤ۔
س: حضرت مسیح موعود نے شرک کی کتنی اقسام بیان فرمائی ہیں؟
ج: شرک تین قسم کا ہوتا ہے۔ اوّل یہ کہ عام طور پر بت پرستی، درخت پرستی وغیرہ کی جاوے دوسری قسم کا شرک یہ ہے کہ اسباب پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا جاوے۔ تیسری قسم شرک کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے سامنے اپنے وجود کو بھی کوئی شئی سمجھا جاوے۔
س: حضرت مسیح موعود نے عبادت کی حقیقت کے متعلق کیا فرمایا؟
ج: فرمایا! اے لوگو تم اس خدا کی پرستش کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے یعنی اس کو اپنے کاموں کا کارساز سمجھو۔ جتنے بھی تمہارے کام ہیں ان کو کرنے والا ان کی تکمیل کرنے والا ان کی انتہا تک پہنچانے والا کامیابی دینے والا صرف خدا تعالیٰ ہے۔
س: حد سے زیادہ پیار اور محبت کے متعلق حضرت مسیح موعود نے کیا فرمایا؟
ج: فرمایا! پس ایمانداری تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے خاص تعلق رکھا جائے اور دوسری سب چیزوں کو اس کے مقابل میں ہیچ سمجھا جائے۔
س: حضور انور نے والدین سے احسان کا سلوک کرنے کے متعلق کیا فرمایا؟
ج: فرمایا! خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد اس دنیا میں والدین ہی ہیں جو بچوں کی پرورش اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہی۔ غریب سے غریب والدین بھی اپنے دائرے میں یہ بھرپور کوشش کرتے ہیں کہ ان کے بچوں کی صحیح پرورش ہو۔
س: حضور انور نے والدین کے لئے کس قرآنی دعا کو پڑھنے کی تاکید فرمائی، اور اس کی کیا تشریح بیان فرمائی؟
ج: کہ اے میرے رب ان پر رحم فرما جس طرح میرے بچپن میں مجھ پر رحم کرتے (رہے) ہیں یہ لوگ اور انہوں نے میری رحم کرتے ہوئے پرورش کی۔ پس یہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو (-) ایک (-) کو اپنے والدین سے حسن سلوک کے بارے میں سکھاتا ہے...... یہ دعا صرف زندگی کی دعا نہیں بلکہ والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا ہوسکتی ہے۔ یعنی ایک تو زندگی میں دعا ہے کہ جو ہماری طرف سے کمی رہ گئی ہے اس کمی کو دعا کی زریعہ سے اللہ تعالیٰ پورا فرمائے اور اپنے خاص رحم میں رکھے دوسرے اس رحم کا سلسلہ اگلے جہان تک بھی جاری رہے اور اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔
س: حضور انور نے والدین کی ربوبیت اور ان کے بلند مرتبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کا کون سا اقتباس بیان فرمایا؟
ج: حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے کہ انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کیسا متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتمام مخلوق کی خبر گیری کے لئے دو محل پیدا کر دئے ہیں۔ اور اپنی محبت کے انوار سے ایک پرتو محبت کا ان میں ڈال دیا ہے مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ماں باپ کی محبت عارضی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت حقیقی ہے...... اور جب تک قلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا القانہ ہو کوئی فرد بشر خواہ دوست ہو یا کوئی برابر درجہ کا ہو یا کوئی حاکم ہو کسی سے محبت نہیں کرسکتا اور یہ خدا تعالیٰ کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ ان کی زندگی کے لئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(روئیداد جلسہ دعا صفحہ 11)

س: حضور انور نے سورۃ بنی اسرائیل:24 کے حوالے سے حضرت مسیح موعود کا کون سا اقتباس بیان فرمایا ہے؟
ج: ''اس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام امت کی طرف ہے۔
س: آنحضرت ﷺ نے کس شخص کو بدقسمت اور قابل مذمت ٹھہرایا ہے؟
ج: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مٹی میں ملے اس کی ناک، مٹی میں ملے اس کی ناک، یہ الفاظ آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ دہرائے یعنی ایسا شخص بدقسمت اور قابل مذمت ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے پوچھا کہ کونسا وہ شخص ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس نے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔
س: حضور انور نے اس آیت کے کیا معنی بیان فرمائے ہیں؟ ''رزق کی تنگی کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو'' (سورۃ انعام:152)
ج: پس والدین پر فرض کیا گیا ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا خیال رکھو کہ وہ روحانی اور اخلاقی لحاظ سے مردہ نہ ہو جائیں ان کی صحت کی طرف توجہ نہ دے کر انہیں قتل نہ کرو۔ بعض ناجائز بچتیں کر کے ان کی صحت برباد نہ کرو۔
س: والدین کی اگر کوئی بات اچھی نہ لگے تو اولاد کے لئے کیا حکم ہے؟
ج: فرمایا! کہ والدین کی اگر کوئی بات بری بھی لگے تب بھی تم نے جواب نہیں دینا بلکہ اس کے مقابلے پر بھی تمہاری طرف سے رحم اور اطاعت کا اظہار ہونا چاہئے۔
س: حضور انور نے اولاد کے بگڑنے کی کیا وجوہات بیان فرمائیں؟
ج: فرمایا! اپنی اولاد کی اگر صحیح تربیت نہیں کر رہے، تعلیم پر توجہ نہیں۔ تو بھی ان کو قتل کرنا ہے بعض لوگ اپنے کاروبار کی مصروفیت کی وجہ سے اپنے بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتے بھول جاتے ہیں انہیں۔ جس کی وجہ سے بچے بگڑ رہے ہوتے ہیں۔
س: غربت کے خوف سے فیملی پلاننگ کرنے کے متعلق کیا رہنمائی فرمائی؟
ج: بچوں کی پیدائش کو صرف ماؤں کی صحت کی وجہ سے روکنا جائز ہے یا بعض دفعہ ڈاکٹر بچے کی حالت کی وجہ سے یہ مشورہ دیتے ہیں اور مجبور کرتے ہیں اور بچہ ضائع کرنے کا کہتے ہیں کیونکہ ماں کی صحت داؤ پر لگ جاتی ہے اس لئے وہ جائز ہے بچے کو ضائع کروانا...... لیکن غربت کی وجہ سے نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی'' دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یقیناً ان کا قتل بہت بڑی غلطی ہے۔''

(بنی اسرائیل:32)

یہ قتل بہت بڑا جرم ہے اور سچے (مومن) جو ہیں...... کبھی ایسی حرکت نہیں کرتے جو کبیرہ گناہ کی بات نہیں بلکہ چھوٹے گناہ سے بھی بچتے ہیں۔
س: بچوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری کے متعلق حضور انور نے کیا ارشاد فرمایا؟
ج: فرمایا! ان کی بہترین پرورش اور تعلیم کی ذمہ داری بہر حال والدین پر ہے والدین کو اپنی ترجیحات کی بجائے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے باپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ بچوں کی تربیت کا کام صرف عورتوں کا ہے اور نہ مائیں صرف یہ باپوں پر ذمہ داری ڈال سکتی ہیں یہ دونوں کا کام ہے اور بچے ان لوگوں کے ہی صحیح پرورش پاتے ہیں جن کی پرورش میں ماں اور باپ دونوں کا حصہ ہو دونوں اہم کردار ادا کر رہے ہوں۔
س: خطبہ کے آخر پر حضور انور نے کس قابل فکر بات کی طرف توجہ دلائی؟
ج: فرمایا! یہ قابل فکر بات اس ضمن میں، میں کہنا چاہوں گا ہمارے ہاں بھی طلاقوں کا رجحان بہت زیادہ بڑھ رہا ہے اس لئے بچے بھی برباد ہو رہے ہیں بعض دفعہ طلاقیں شروع ہو جاتی ہیں بعض دفعہ کئی سال بعد بچوں کی پیدائش کے بعد ماں باپ دونوں کو اپنی اناؤں اور ترجیحات کی بجائے بچوں کی خاطر قربانی کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم ملک سعید احمد رشید صاحب

قران کریم، احادیث، حضرت مسیح موعود اور خلفاء کے ارشادات کی روشنی میں

زبان کے آداب اور اس کی حفاظت

زبان ہی انسان کو خدا کا مقرب یا جہنم کا مورد بناتی ہے

(قسط سوم آخر)

آنحضورؐ کا عملی نمونہ

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ لوگ کھڑے ہو گئے کہ اس پر ٹوٹ پڑیں اور پکڑ لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو اور پانی کا ایک ڈول بہا دو (تاکہ پیشاب کا اثر زائل ہو جائے) کیونکہ تمہیں آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تنگی کرنے والے اور سختی سے پیش آنے والے بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

(بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد)

پھر ایک روایت آپؐ کے بارہ میں ہے۔

حضرت اُم معبدؓ رسول کریم ﷺ کی شخصیت کو یوں بیان کرتی ہیں کہ: آپ ﷺ دور سے دیکھنے میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ خوبصورت تھے اور قریب سے دیکھنے میں انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔

(الشفاء لقاضی عیاض۔ الباب الثانی۔ الفصل الثالث۔ نظافتہ ﷺ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس روایت کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔

دیکھ کے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص نرم خو، نرم دل ہے۔ جو حسن دور سے دیکھنے پر ہر ظاہری حسن کو ماند کر دیتا تھا۔ کوئی بھی حسین چہرہ دیکھنے میں اس چہرے کے مقابلے کا نہیں تھا۔ یہ حسن صرف ایسا حسن نہیں تھا جو دور سے ہی حسین نظر آتا ہو کہ واسطہ پڑنے پر کچھ اور نکلے۔ بلکہ اس حسین چہرے سے جب ملاقات کا موقع پیدا ہوتا تھا تو آپؐ کے اعلیٰ اخلاق، آپ کی نرم اور میٹھی زبان اس حسن کو چار چاند لگا دیا کرتے تھے اور حضرت ام معبدؓ نے یہ آنحضرت ﷺ کے خلق کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے کہ قریب سے دیکھنے سے انتہائی شیریں زبان اور عمدہ اخلاق والے تھے۔

(خطبات مسرور جلد سوم 111)

حضرت علیؓ آنحضور ﷺ کی نرم و پاک و صاف زبان کا تذکرہ یوں بیان فرماتے ہیں۔

آپؐ لوگوں میں سب سے زیادہ فراخ سینہ تھے اور گفتگو میں لوگوں میں سب سے زیادہ سچے تھے اور ان میں سب سے زیادہ نرم خو تھے اور معاشرت اور حسن معاملگی میں سب سے زیادہ معزز اور محترم تھے۔

(الشفاء لقاضی عیاض۔ الباب الثانی۔ الفصل السادس عشر۔ حسن عشرتہ ﷺ)

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے
بڑے ہی خوف اور دلوں کو ہلا کر رکھ دینے والا یہ شعر ہے۔ جس میں انذاری انداز میں حضرت اقدس مسیح موعود نے پاک اور نرم زبان کی طرف توجہ دلائی ہے۔

آپ نے بدزبانی کو ہر ایک بدی سے بدتر قرار دیا ہے اور اسے "نجاست" کے نام سے موسوم کیا ہے اور اس دل کو جو کہ بدزبانی کا سرچشمہ اور منبع ہے "بیت الخلاء" سے تشبیہ دی ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔

"حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد کرتی ہیں جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ۔......بدی کا جواب بدی سے نہ دو، نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے...... اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات منہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی۔"

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 365)

نیز فرمایا

"ہر ایک سختی کی برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر لکھا جاوے"۔ (روحانی خزائن جلد 19 ص 364)

پھر جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے چپکے سے گزر جاؤ گویا سنا ہی نہیں اور ان لوگوں کی راہ اختیار کرو جن کے لئے قرآن شریف نے فرمایا ہے واذا مروا باللغو مروا کراما۔ اگر یہ باتیں اختیار کر لوگے تو یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ کے سچے مخلص بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی رپورٹ کی حاجت نہیں۔ وہ خود دیکھتا ہے اور سنتا ہے اگر تم تین ہو تو چوتھا خدا ہوتا ہے۔ اس لیے خدا کو اپنا نمونہ دکھاؤ۔

اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں تو چاہئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ بڑا ہی عقلمند اور حکیم وہ ہے جو نیکی سے دشمن کو شرمندہ کرتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ نرمی اور رفق سے معاملہ کرو۔ اپنی ساری مصیبتیں اور بلائیں خدا تعالیٰ پر چھوڑ دو۔ یقیناً سمجھو اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ ہر شخص کی شرارت پر صبر کرتا ہے اور خدا پر اسے چھوڑتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرے گا۔ (ملفوظات جلد 5 ص 131)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں۔

تیسری بات جو قابل ترک ہے وہ سخت کلامی اور درشتی ہے۔ یہ بھی بہت بڑا عیب ہے بہت لوگ ہیں جو اپنے بھائی کے احساسات کا خیال نہیں رکھتے۔ ذرا ذرا سی بات پر گالی دے دیتے ہیں یا سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔ مثلاً بجائے اس کے کہ مجلس میں آ کر کہیں جگہ دیجئے۔ یہ کہہ دیں گے کہ کس طرح لاٹ صاحب بنے بیٹھے ہوئے ہو یعنی پاؤں پھیلا کر کیوں بیٹھے ہو؟ ایسے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر کسی سے کوئی مطالبہ کریں گے تو سختی سے اور کسی کا کچھ دینا ہوگا تو اس سے بھی لڑیں گے۔ ان میں نرمی، محبت اور آشتی نہیں ہوگی۔ حالانکہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ لڑائی، دنگا اور فساد ایسی ناپسندیدہ باتیں ہیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں وہاں سے خدا تعالیٰ کی برکتیں جاتی رہتی ہیں......

تم کسی پر درشتی اور سختی نہ کرو بلکہ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ اس میں دونوں کا فائدہ ہے۔ لیکن اگر ایک درشتی کرتا ہے تو دوسرے کو چاہئے کہ نرمی اختیار کرے۔ اس طرح درشتی کرنے والا خود بخود شرمندہ اور نادم ہوگا اور معافی مانگے گا۔ ورنہ اگر دوسرا بھی درشتی کرے گا اور اس طرح بات بڑھے گی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں کا ایمان جاتا رہے گا اور دونوں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔

پھر درشت کلامی سے گالیوں پر لوگ اتر آتے ہیں۔ بعض لوگ نمازیں پڑھیں گے، دوسرے فرائض ادا کریں گے، دین کے کاموں میں حصہ لیں گے، لیکن گندی سے گندی ماں بہن کی گالیاں بھی دیں گے اور فساد پھیلائیں گے۔ اس طرح اپنے آپ کو تباہ کریں گے اور دوسروں کو اشتعال دلا کر ان کی بھی عاقبت خراب کریں گے۔ تمہیں چاہئے کہ اس تباہ کن فعل سے بچو اور نرمی کی عادت ڈالو تا کہ خدا تعالیٰ بھی تمہارے سے نرمی سے پیش آئے۔ ورنہ اگر تم خدا تعالیٰ کی مخلوق پر درشتی کرتے ہو تو تم بھی اپنے آپ کو اس بات کا حقدار بناتے ہو کہ خدا تعالیٰ تم پر بھی درشتی کرے۔......اکثر لوگ اپنا رعب داب جمانے کے لئے سختی کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقی رعب سختی سے نہیں بلکہ نرمی سے پڑتا ہے۔ اس لئے نرمی سے ہی کام لینا چاہئے۔

(انوار العلوم جلد 5 ص 437-436)

پھر فرماتے ہیں:۔

دوسری اصلاح زبان کی ہے۔ دل کے بعد زبان پر بہت حد تک قبضہ ہوتا ہے۔ منہ پر پٹی باندھی جا سکتی ہے لیکن زبردستی کوئی بات کہلائی نہیں جا سکتی۔ اس کے لئے فرمایا سچی بات کہو۔ پہلے دل کی اصلاح کرو۔ دوسرے زبان کو قابو میں رکھو اور ہمیشہ حق بات کہو جب تم یہ باتیں کر لو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یصلح لکم اعمالکم اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا۔

یہ وہ گر ہے جس سے انسان اپنی قسمت آپ بنا سکتا ہے۔ یہ گر انسان کے دینی اور دنیاوی کاموں پر چلتا ہے کہ پہلے خود دل کی اصلاح کرے اور پھر زبان کو قبضہ میں لائے اور اس کوشش کے بعد خدا اس کے کام درست کر دے گا۔

(خطبات محمود جلد سوم (خطبات نکاح) ص 90)

اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں۔

صبر کے ایک معنی یہ ہیں کہ زبان کو قابو میں رکھا جائے۔ زبان زیادہ تر اس وقت بے قابو ہوتی ہے جس وقت ایک دوسری بے قابو زبان انسان پر اندھا دھند وار کر رہی ہوتی ہے۔ طبیعت میں ایک جوش اور غصہ پیدا ہوتا ہے اور زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کی طرف جھک جاتی ہے لیکن ہمارا خدا ہمیں کہتا ہے فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ (طٰہٰ:131) جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں تمہیں غصہ تو آئے گا۔ تمہارے نفسوں میں جوش تو پیدا ہوگا۔ تمہاری زبان بے قابو ہونے کے لئے تڑپ رہی ہوگی مگر اس زبان پر وہ لگام ڈالے رکھو جو لگام میں نے تمہیں دی ہے۔ اسے بے قابو نہ ہونے دو۔

صبر سے کام لینا کیونکہ جب تم زبان کو قابو میں رکھو گے تو آسمان سے کئی زبانیں تمہارے حق میں کھلیں گی اور فرشتے آئیں گے اور ان دکھوں کا جواب، ان گالیوں کا جواب، ان سختیوں کا جواب، فرشتے دیں گے لیکن اگر تمہاری زبان بے قابو ہو گئی تو پھر تم فرشتوں کی مدد سے محروم ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زبان کو قابو میں رکھنے کے لئے ہم تمہیں ایک تدبیر بتاتے ہیں۔ ہم تمہیں ایک نسخہ دیتے ہیں جب زبان سختی کے مقابلہ میں سختی کرنا چاہے تو یہ نسخہ استعمال کرو۔ سبح بحمد ربک (طٰہٰ:131) تم اپنی زبان کو اس وقت اپنے

رب کی حمد میں لگا دو اور اس کی تسبیح میں لگا دو۔ اسی آیت کے آخر میں فرمایا لَعَلَّكَ تَرْضٰى (طٰہٰ:131) یعنی اس وقت اس غرض سے حمد اور تسبیح شروع کر دو تاکہ تم خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرو۔ پس زبان کو قابو میں رکھنے اور زبان کی سختیوں اور زبان کے طعنوں اور زبان کی ایذاء اور زبان کے وار کا مقابلہ زبان سے نہیں کرنا۔

...... دشمن طعنہ دے گا۔ دشمن زبان سے سختی کرے گا، افترا کرے گا، اتہام لگائے گا، سینوں کو چھلنی کر دے گا لیکن تمہاری زبان ان زبانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے نہیں بنائی گئی بلکہ تمہارے منہ میں زبان اس لئے رکھی گئی ہے کہ سبح بحمد ربك کہ خدا کی حمد کرتے رہو اور اس کی تسبیح بیان کرتے رہو۔ (خطبات ناصر جلد دوم ص510)

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے زبان ہمیں اس لئے عطا کی ہے کہ ہم اس کو ذکر الٰہی کرنے کا ذریعہ بنائیں اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہیں اور یہ ایک بڑی نعمت ہے اس لئے کہ جو ذکر زبان سے کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچتا ہے اور اس کے لئے نہ مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور نہ دنیوی اسباب لگانے پڑتے ہیں، نہ اپنے کاموں کا حرج کرنا پڑتا ہے۔ صرف عادت ڈالنے کی بات ہے اس لئے نیکی کی عادت ڈالنی چاہئے ہم اپنی زندگی کا ہر زندہ لمحہ جو سویا ہوا نہیں ہوتا بلکہ بیدار ہوتا ہے اس کو ہم ذکر الٰہی میں لگا سکتے ہیں۔ پس زبان کی اصل غرض یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ (خطبات ناصر جلد دوم ص913)

نرم اور پاک زبان کے استعمال کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

تربیت کا دوسرا پہلو نرم اور پاک زبان استعمال کرنا اور ایک دوسرے کا ادب کرنا ہے۔ یہ بھی بظاہر چھوٹی سی بات ہے۔ ابتدائی چیز ہے لیکن جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے وہ سارے جھگڑے جو جماعت کے اندرونی طور پر پیدا ہوتے ہیں یا ایک دوسرے سے تعلقات میں پیدا ہوتے ہیں ان میں جھوٹ کے بعد سب سے بڑا دخل اس بات کا ہے کہ بعض لوگوں کو نرم خوئی کے ساتھ کلام کرنا نہیں آتا ان کی زبان میں درشتگی پائی جاتی ہے۔ ان کی باتوں اور طرز میں تکلیف دینے کا ایک رجحان پایا جاتا ہے جس سے بسا اوقات وہ باخبر ہی نہیں ہوتے۔ جس طرح کانٹے دکھ دیتے ہیں اور ان کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ روحانی طور پر سوکھ کے کانٹے بن جاتے ہیں اور ان کی روزمرہ کی باتیں چاروں طرف دکھ بکھیر رہی ہوتی ہیں، تکلیف دے رہی ہوتی ہیں اور ان کو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ ایسے اگر مرد ہوں تو ان کی عورتیں بیچاری ہمیشہ ظلموں کا نشانہ بنی رہتی ہیں اور اگر عورتیں ہوں تو ان مردوں کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی ایسی ہے جس کو بچپن سے ہی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ گھر میں بچے جب ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں، اگر وہ آپس میں ادب اور محبت سے کلام نہ کریں، اگر چھوٹی چھوٹی بات پر تو تو میں میں ہو اور جھگڑے شروع ہو جائیں تو آپ یقین جانئے کہ آپ ایک گندی نسل پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں ایک ایسی نسل پیدا کر رہے ہیں جو آئندہ زمانوں میں قوم کو تکلیفوں اور دکھوں سے بھر دے گی اور آپ ذمہ دار ہیں اس بات کے۔

(پانچ بنیادی اخلاق۔ خطبہ جمعہ 24 نومبر 1989ء)

پھر آپ فرماتے ہیں۔

ہمارے معاشرہ میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں موجود ہیں جن سے بعض احمدی بھی متاثر ہو چکے ہیں۔ ...... ایک ان میں سے بے ہودہ سرائی، لغو کلام اور گالی گلوچ سے اپنی زبان گندہ کرنا ہے۔ معاشرہ اتنا گندہ ہو چکا ہے کہ بچے ماں باپ کو اور ماں باپ بچوں کو ماں بہن کی گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور بات بات پر بددعائیں دیتے ہیں۔ .... ذکر الٰہی زبان کو ناپاکی سے بچانے کے لئے متبادل خوبی ہے اس لئے ذکر سے اپنے منہ کو معطر رکھیں تو بدیاں، گالی گلوچ، فحش کلامی خود بخود دور ہونی شروع ہو جائے گی۔ محض آپ کسی کو کہیں گے کہ گالیاں نہ دو تو وہ اس بری عادت کو نہیں چھوڑے گا لہٰذا اسے ذکر الٰہی اور درود شریف کی طرف توجہ دلائیں۔ اسے کہیں کہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے کی کوشش کیا کرو اور آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا کرو اور سوچ سمجھ کر ایسا کیا کرو جس شخص کو یہ عادت پڑنی شروع ہو جائے گی تو جس قدر یہ عادت راسخ ہوگی اسی قدر فحش کلامی کی عادت ختم ہوتی چلی جائے گی کیونکہ زیادہ طاقتور اور زیادہ مثبت قدر نے اس کی جگہ گھیر لی ہے۔ (خطبات طاہر جلد دوم۔ ص412)

نیز فرمایا:۔

جماعت کو ایسے صاحب اخلاق لوگوں کی ضرورت ہے جو ہر حال میں بنی نوع انسان کے لئے نرم گوشے رکھتے ہوں اپنوں کے لئے بھی اور غیروں کے لئے بھی، بدکلامی ان کے قریب تک نہ آئے اور دل کی سختی سے نا آشنا ہوں۔ خوبصورت گفتگو، احسن کلام اور نرم دلی سے ہر طرف نگاہ کرنا ان کی فطرت ہو اور اگر یہ فطرت نہیں ہے تو اسے بنانے کی کوشش کرو۔

(خطبہ 28 مارچ 1997ء۔ الفضل 15 فروری 2001ء)

آخر میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”یاد رکھیں اگر کبھی کسی سے اختلاف ہو بھی جائے تو چاہے وہ اپنا ہو یا غیر زبان پر ہرگز گالی نہیں آنی چاہئے۔ ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہئے کیونکہ گالی آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اپنی بات کا ثبوت نہیں ہے جس کی وجہ سے غصہ میں آکر گالی گلوچ شروع کر دی۔ اس لئے یہ گھٹیا طریق ہے جو کبھی بھی کسی احمدی کو اختیار نہیں کرنا چاہئے اور نوجوانوں کو، بچوں کو خاص طور پر جو نوجوانی کی عمر میں داخل ہو رہے ہیں اس طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور ہر احمدی خادم کو، ہر طفل کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے پاک زبان کا استعمال کرنا ہے کبھی کسی سے اختلاف کی صورت میں، کسی اونچ نیچ کی صورت میں بھی کبھی غلط بات منہ پر نہیں لانی کسی قسم کی گالی اور غلیظ بات اس کے منہ سے نہیں نکلنی چاہئے۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ دوم۔ ص110)

نیز فرمایا:۔

فضول گفتگو سے اجتناب کریں آپس کی گفتگو میں دھیما پن اور وقار قائم رکھیں۔ سخت گفتگو، تلخ گفتگو سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ محبت اور بھائی چارے کی فضا بھی اسی طرح پیدا ہوگی۔ ...... بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نوجوانوں میں تو تو میں میں شروع ہو جاتی ہے اس سے اجتناب کرنا چاہئے پرہیز کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔

(خطبات مسرور جلد دوم۔ ص542)

بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتیں ایک دوسرے پر مذاق ہو رہی ہوتی ہیں وہ بھی بعض دفعہ بڑی لڑائیوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں ان سے بھی پرہیز کریں، اجتناب کریں اور زبان کی نرمی بڑی ضروری ہے......

...... اس بات کا خیال رکھیں کہ نرم زبان کا استعمال ہو اور کسی بھی قسم کی سختی دونوں طرف سے نہیں ہونی چاہئے اور پیار سے، محبت سے ایک دوسرے سے ...... پیش آئیں“۔

(خطبات مسرور جلد دوم۔ ص545)

اقوال زریں

اب اس بارہ میں چند اقوال زریں پیش خدمت ہیں۔

☆ قول سدید اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (القرآن۔ احزاب:72-71)

☆ کلمۂ خیر منہ سے نکالو ورنہ چپ رہو۔ (حدیث)

☆ نیزوں کے زخم تو بھر جاتے ہیں مگر زبان کے لگائے زخم نہیں بھرتے۔ (حدیث)

☆ زبان کی لغزش پاؤں کی لغزش سے زیادہ خطرناک ہے۔ (حضرت عثمانؓ)

☆ خاموشی انسان کا وقار بڑھاتی ہے۔ (حضرت علیؓ)

☆ آدمی کی قابلیت اس کی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

(تفسیر رازی زیر آیت۔ واحلل عقدة من لسان)

☆ دین دار کو چاہئے کہ اپنی زبان سنبھال کر رکھے۔ (ملفوظات جلد5۔ ص131)

☆ زبان کی تہذیب کا ذریعہ صرف خوف الٰہی اور سچا تقویٰ ہے۔ (ملفوظات جلد3۔ ص112)

☆ تم اپنی زبان پر حکومت کرو نہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اناپ شناپ بولتے رہو۔

(ملفوظات جلد اول۔ ص281)

☆ پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔

☆ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسے کہ درخت اپنے پھلوں سے۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود جلد4۔ ص216)

☆ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں۔

(روحانی خزائن جلد19۔ ص365)

☆ جو شخص سختی کرتا اور غضب میں آجاتا ہے اس کی زبان سے معارف اور حکمت کی باتیں ہرگز نہیں نکل سکتی۔ (ملفوظات جلد3۔ ص104)

☆ گندہ ذہن اور بے لگام کے ہونٹ لطائف کے چشمہ سے بے نصیب اور محروم کئے جاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد3۔ ص104)

☆ جو شخص کامل مومن بننا چاہے اسے چاہئے کہ جھوٹ اور نفاق سے پرہیز کرے۔

(خطبات محمود جلد18۔ ص128)

☆ اگر تمہاری زبان بے قابو ہو گئی تو پھر تم فرشتوں کی مدد سے محروم ہو جاؤ گے۔

(خطبات ناصر جلد دوم۔ ص511)

☆ زبان کی اصل غرض یہ ہے کہ یہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔

(خطبات ناصر جلد دوم۔ ص913)

☆ ہمارے ہر عمل کو یہ پاک سے پاک تر بھی بنا سکتی ہے اور ہمارے ہر عمل کو یہ ضائع بھی کر سکتی ہے۔ (خطبات ناصر جلد دوم۔ ص128)

☆ قول احسن کے اصول پر کاربند ہوئے بغیر کوئی شخص خدا کے عباد میں شامل نہیں ہو سکتا۔

(خطبات ناصر جلد دوم۔ ص120)

☆ ذکر الٰہی زبان کو ناپاکی سے بچانے کے لئے متبادل خوبی ہے۔

(خطبات طاہر جلد دوم۔ ص412)

☆ پاک زبان رکھنا اپنی ذات میں ایک نعمت ہے۔ اس سے عظمت کردار پیدا ہوتی ہے۔

(مشعل راہ جلد سوم۔ ص64)

☆ ایک احمدی کی زبان ہمیشہ پاک اور صاف ہونی چاہئے۔

☆ اپنا ہو یا غیر ہو زبان پر ہرگز گالی نہیں آنی چاہئے۔ (مشعل راہ جلد5 حصہ دوم۔ ص110)

☆ ہماری ہر بات جو ہمارے منہ سے نکلے وہ سچ ہو۔

(خطبات مسرور جلد اول۔ ص551)

میرے شوہر مکرم چوہدری صادق علی صاحب (ر) پروفیسر

الف۔حفیظ

چوہدری صادق علی صاحب انڈیا کے گاؤں پرجیاں ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے۔آپ پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد چوہدری رحمت علی صاحب بہت نیک اور دعا گو بزرگ تھے۔ نماز اول وقت میں ادا کرتے اور اگلی نماز کے انتظار میں بیت میں ہی تشریف رکھتے۔آپ نے اپنے ایک احمدی دوست کے توسط سے 1933ء میں احمدیت قبول کی اور انہی کے ساتھ قادیان جا کر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ کی والدہ بھی بہت نیک خاتون تھیں گو آپ نے اپنے خاوند سے بہت بعد میں بیعت کی لیکن جماعت سے بہت اخلاص اور وفا کا تعلق رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں ہی بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔ پارٹیشن کے بعد آپ کا خاندان پاکستان کے گاؤں گوکھووال ضلع فیصل آباد میں رہائش پذیر ہوا۔

چوہدری صادق علی صاحب اپنے چار بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ایک بہن اور بھائی کی وفات آپ سے پہلے ہوئی اور ایک بہن حیات ہیں جو ربوہ میں مقیم ہیں۔آپ کے بہنوئی عبدالسلام اسلام صاحب سلسلہ کے شعراء میں سے ہیں۔ان کا کلام جماعتی لٹریچر اور الفضل میں شائع ہوتا رہتا ہے اور جماعتی مشاعروں میں بھی شرکت کرتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے ابتدائی تعلیم فیصل آباد میں حاصل کی۔ بچوں سے کہتے کہ اتنی سہولتوں اور آسائشوں کے ہونے کے باوجود آپ لوگ کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھاتے اور لاپرواہی کرتے ہو۔ ہم لوگ تو چھ سات کوس کا فاصلہ روزانہ پیدل چل کر دوسرے گاؤں سکول جایا کرتے تھے۔ پارٹیشن کے فوراً بعد کی بات ہے۔سائیکل وغیرہ تو دور کی بات ہے شدید سردی اور گرمی سے بچاؤ کے لئے مناسب لباس اور حتیٰ کہ جوتے بھی مہیا نہ تھے لیکن ایک شوق اور لگن تھی کہ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ میٹرک کرنے کے بعد آپ کے والدین نے آپ کو ٹی آئی کالج ربوہ میں داخل کروایا اور وہاں سے B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔ تعلیم جاری رکھنے کے لئے وسائل اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپ نے والدین کے مشورہ سے نوکری کرنے کا فیصلہ کیا اور فیصل آباد میں مختلف جگہوں پر جو بھی نوکری مل جاتی کر لیتے۔ دو اڑھائی سال میں آپ نے اتنی رقم حاصل کر لی کہ مزید تعلیم حاصل کر سکیں۔ پھر آپ نے پشاور یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور M.Sc کی ڈگری حاصل کی۔ ٹی آئی کالج ربوہ کے شعبہ باٹنی میں پروفیسر کی اسامی خالی تھی۔ درخواست پر آپ کی سلیکشن ہوگئی اور اس طرح آپ نے باٹنی کے پروفیسر کے طور پر ٹی آئی کالج ربوہ Join کیا اور 2002ء میں اپنی ریٹائرمنٹ تک اسی ادارے سے منسلک رہے۔ ٹی آئی کالج اپنی بیشمار خصوصیات کی وجہ سے ایک مشہور اور مثالی ادارہ تھا۔ نیشنلائز ہونے تک اس کی یہ انفرادیت قائم رہی۔

گورنمنٹ نے جب اس ادارے کو اپنی تحویل میں لیا تو طالبعلموں کے ساتھ ساتھ احمدی اساتذہ کو بھی بہت مشکل اور نامساعد حالات سے گزرنا پڑا۔ احمدی اساتذہ کو ٹرانسفر کر دیا گیا۔ غیر احمدی پرنسپل اور اساتذہ نے احمدی اساتذہ کو ذہنی طور پر پریشان کرتے اور ان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ چنانچہ چوہدری صاحب کا ٹرانسفر بھی تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک ایسے گاؤں میں کر دیا گیا۔ جہاں کے تعلیمی ادارے میں کوئی سائنس سبجیکٹ پڑھایا ہی نہیں جاتا تھا۔ یہ سب کچھ احمدیت کی مخالفت میں کیا جارہا تھا۔ وہاں کے پرنسپل صاحب نے ربوہ کے مضافات کے مولوی حضرات کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور آپ کی مخالفت کرنے لگے۔ چوہدری صاحب نے اپنے احمدی رفقاء کو ساتھ ملا کر پرنسپل سے ملاقات کی اور دشمنی کے اس یکطرفہ سلسلہ کو بند کرنے کو کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ معاملہ ختم نبوت والوں کو دے دیا۔ لہٰذا میں کچھ نہیں کر سکتا۔ ...... چوہدری صاحب نے یہ سب لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضور نے جواب میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔ اگر انہوں نے یہ معاملہ ختم نبوت والوں کو دے دیا ہے۔ تو ہم اپنا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ ......خلیفۃ المسیح کے مبارک منہ سے نکلی ہوئی بات یوں پوری ہوئی کہ چند دنوں بعد ہی نہ صرف چوہدری صاحب باعزت طور پر بحال ہوئے بلکہ پرنسپل کی ٹرانسفر کہیں اور ہوگئی۔

امتحانی پرچوں کی جانچ پڑتال کے دن تو آپ کے لئے بہت آزمائش اور پریشانی کے ہوتے۔ بڑے بڑے زمیندار اور آفیسرز سفارشات لے کر آتے۔ ساتھ میں اچھی خاصی رقوم بطور رشوت پیشکش بھی ہوتی کہ ان کے بچوں کے اتنے نمبرز لگا دیں کہ میڈیکل میں داخلہ ہو جائے۔ آپ نہ تو ناجائز سفارش مانتے اور نہ ہی رشوت لیتے۔ تو یہ لوگ ٹرانسفر کرانے نوکری ختم کروانے حتیٰ کہ جان سے مارنے کی دھمکیاں دیتے۔ لیکن آپ نہ تو کبھی کسی کے دباؤ میں آئے اور نہ ہی ان دھمکیوں کی پرواہ کرتے۔ اس صورتحال سے نکلنے کے لئے بہت استغفار کرتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے۔ کوشش کر کے رات دن ایک کر کے پیپر چیک کرتے اور جلد سے جلد متعلقہ ادارے کو واپس بھیج دیتے۔

آپ نماز باقاعدگی سے ادا کرتے فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن کریم ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے۔

آپ نے بہت سادگی اور انکساری سے زندگی بسر کی۔ ایمانداری اور سچائی آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔آپ کو سچے خواب آتے۔خوابوں کی تعبیر بھی بہت اچھی کرتے تھے۔آپ کی بتائی ہوئی تعبیر اکثر صحیح ثابت ہوتی۔ پیدائش کے وقت آپ کا نام نذیر احمد رکھا گیا تھا۔ بعد میں اس نام کو بدلنے کا فیصلہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ملاقات کے لئے گئے اور حضور سے نام تجویز کرنے کی درخواست کی۔آپ کے والد نے حضور کو بتایا کہ میرے اس بیٹے کو سچے خواب آتے ہیں تو حضور نے صادق علی نام تجویز فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دینی خدمات کی بھی بہت توفیق عطا فرمائی ربوہ میں مختلف محلوں میں رہائش کے دوران مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ ناصر آباد میں اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر بنانے کی توفیق دی اور پھر مستقل طور پر اسی محلّہ میں سکونت اختیار کی اور یہاں پر سیکرٹری مال اور سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ امیر صاحب آسٹریلیا جب صدر خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے تو ان کے ساتھ بھی کام کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے دور میں آپ گلشن احمد نرسری کے انچارج مقرر ہوئے۔ تزئین کمیٹی ربوہ کے بھی کچھ عرصہ ممبر رہے۔ وقف جدید میں بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔

1989ء سے 2007ء تک ایک لمبا عرصہ دارالقضاء ربوہ میں بطور مرکزی قاضی کے خدمات انجام دیں۔ آپ صائب الرائے تھے کوئی بھی فیصلہ تجویز کرنے سے پہلے بہت دعا کرتے اور پورے انشراح صدر اور اطمینان کے بعد فیصلہ تحریر کرتے۔آپ ایک واقعہ کا اکثر ذکر کرتے۔ اسے وہ ایک اعزاز سمجھتے تھے اور ان کے لہجے میں ایک خوشی کا اظہار ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ان کا تحریر کردہ فیصلہ ہمارے ایک احمدی جج کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے بغور مطالعہ کیا اور پوچھا کہ یہ فیصلہ جن قاضی صاحب نے کیا ہے۔ انہوں نے (Law) کہاں سے پڑھا ہے تو یہ معلوم ہونے پر کہ وہ ایک ریٹائرڈ سائنس ٹیچر ہیں اور کبھی (Law) کی تعلیم حاصل نہیں کی، بہت حیران ہوئے اور کہا کہ یہ ایک بہترین فیصلہ ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی جھول نہیں۔

2007ء میں آپ اپنے بچوں کے پاس آسٹریلیا شفٹ ہوئے تو خدمات کا یہ سلسلہ خدا کے فضل سے یہاں بھی جاری رہا۔ چنانچہ حضور کی منظوری سے آپ کو صدر قضاء بورڈ آسٹریلیا مقرر کیا گیا اور یوں آسٹریلیا میں دارالقضاء کا قیام عمل میں آیا۔ آسٹریلیا کے پہلے صدر قضاء بورڈ کی حیثیت سے تقریباً آپ کو چھ سال خدمت کی توفیق ملی۔ باوجود شدید بیماری کے وفات تک یہ سلسلہ بفضل خدا جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی دی ہوئی توفیق سے ایک لمبا عرصہ بطور ناظم گوشت جلسہ سالانہ ربوہ خدمات انجام دیں یہ ڈیوٹی آپ نے بہت محنت اور جانفشانی سے احسن طور پر ادا کی۔ ایک مکمل سکیم تیار کرتے اور پھر اپنے رفقاء کار کے ساتھ چل کر تقریباً پورا سال ہی اس پر کام جاری رہتا۔ ربوہ کے مضافات کے زمینداروں سے جانوروں کے چارے کے سلسلے میں ان کے ڈیروں پر جاتے گوشت کی کٹائی کے لئے ربوہ کے قصاب کم تھے اس لئے غیراز جماعت حضرات سے بھی کام لینا پڑتا بہت چھان بین کے بعد انتخاب کرتے کہ ایسے لوگ ہوں جو شریف النفس ہوں جماعت کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہوں اور کسی بھی قسم کی پریشانی کا باعث نہ بنیں۔ جانوروں کی رہائش ان کے چارے پانی اور صفائی کا خیال رکھتے۔ گوشت کی کٹائی کے لئے مناسب جگہ اور سہولت کے ساتھ ساتھ مختلف لنگر خانوں میں ضرورت کے مطابق ہر وقت گوشت پہنچانا۔ یہ سب آپ کے فرائض میں شامل تھا۔ اللہ کے فضل سے اور اس کی دی ہوئی توفیق سے آپ نے اپنی پوری ٹیم سے مل کر ان فرائض کو نہایت محنت اور خوش اسلوبی سے نبھایا۔ سب سے مشکل مرحلہ جانوروں کی خریداری کا ہوتا تھا۔ جو جلسہ سالانہ سے دو ماہ پہلے ہی شروع ہو جاتا۔ کوشش کرتے کہ ربوہ کے قریب کی منڈیوں سے خریداری کریں تاکہ اخراجات کم ہوں۔ نومبر دسمبر کی شدید سردیوں میں یہ لوگ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد نکل پڑتے اور پھر بہت رات گئے ان کی واپسی ہوتی۔ جلسے سے پہلے بہت لمبی دعا کرواتے۔ جانوروں کو ربوہ لاتے ہوئے بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ ایک دفعہ کسی دور کی منڈی سے واپس آرہے تھے کہ ٹرک کا کوئی کمزور حصہ ٹوٹ گیا اور جانور کی پوری ٹانگ اس میں پھنس گئی ٹانگ باہر نکالنے کی بہت کوشش کی گئی۔ پوری ٹیم تو پریشان تھی ہی بیچارہ بے زبان جانور بھی بہت تکلیف میں تھا۔ کوئی ترکیب کارگر ثابت نہیں ہو رہی تھی۔ سب کی رائے تھی کہ جانور کو ذبح کر لیا جائے چوہدری صاحب بتاتے ہیں کہ وہ ایک طرف کو چلے گئے اور علیحدگی میں جا کر بہت گریہ وزاری سے دو نفل نماز ادا کی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور بہت روئے اور دعا کی کہ اے اللہ تو محض اپنے فضل سے ہماری مشکل آسان کر دے۔ آپ بتاتے تھے کہ میں دعا کرکے واپس ابھی ٹرک کے پاس آیا ہی تھا کہ جانور نے پورا زور لگا کر اپنی ٹانگ باہر کھینچ لی۔ سب نے اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اس کا شکر ادا کیا۔ آپ کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ جماعت کا کوئی ادنیٰ سا بھی نقصان ہو۔ آپ کی وفات پر آپ کے رفقاء کار اور دیگر احباب نے آپ کی ایمانداری اور انتھک محنت اور جذبے کا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو چار خلفاء سے ملاقات کا شرف بھی حاصل تھا۔ خلافت سے بے حد محبت اور وابستگی کا تعلق تھا۔ بچوں کو ہمیشہ نصیحت کرتے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کرو کہ اس نے ہمیں مسیح موعود کی پیاری جماعت کا فرد بنایا اور خلافت سے جڑے رہنے کی بھی دعا کرنے کے لئے کہتے۔ بچوں کو ہمیشہ کہا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کو عاجزی وانکساری پسند ہے کبھی بھی تکبر نہ کرو۔ مالی قربانی کی بھی اکثر تاکید کرتے۔ آسٹریلیا شفٹ ہوئے تو اپنے بچوں کو ایک موقعہ پر بہت احسن طریق پر مالی قربانی کی اہمیت بیان کرتے ہوئے وصیت کرنے کی طرف توجہ دلائی اس سلسلہ میں کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی دباؤ ڈالا بس بتایا کہ میں نے اور تمہاری امی نے شادی کے فوراً بعد وصیت کرلی تھی۔ جائیداد، مال اور زیور کا حصہ ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ پہلے سے کہیں بڑھ کر ہمارے پاس سب کچھ موجود ہے۔ سب بچوں نے فوری طور پر اپنے باپ کی اس نصیحت پر عمل کیا بفضل اللہ تعالیٰ سب بچے اس بابرکت نظام سے منسلک ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کی لاج رکھتا ہے۔ ابھی بچوں نے وصیت کے فارم بھر کر بھجوائے ہی تھے کہ بظاہر انہونی سی بات تھی لیکن گورنمنٹ آف آسٹریلیا کی کسی پالیسی کے نتیجے میں بچوں کو بیس ہزار ڈالر کی وہ رقم واپس مل گئی جس کی انہوں نے مجھے یہاں بلوانے کے سلسلہ میں ادائیگی کی تھی۔

اپنے بیٹوں اور بہوؤں سے ہمیشہ کہتے کہ جماعت کی طرف سے کوئی خدمت سپرد ہو تو کبھی انکار نہیں کرنا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ادا کرنے کی توفیق دے دیتا ہے محلّہ ناصر آباد میں مجھے بھی ایک لمبا عرصہ بطور صدر لجنہ اماء اللہ کے اور بعد میں اصلاحی کمیٹی کے ممبر کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ شروع میں مجھے بہت زیادہ گھبراہٹ تھی۔ بچوں کی ذمہ داریاں تھیں۔ دو چھوٹے بچے کم عمر تھے اور کام کا بھی تجربہ نہیں تھا۔ چوہدری صاحب نے میری ہمت بندھائی اور میرے ساتھ بہت تعاون کیا۔ بعض اوقات لجنہ کا کام اتنا بڑھ جاتا کہ گھریلو کاموں میں مجھ سے کوتاہی ہو جاتی۔ ان کے ذاتی کام بھی نظرانداز ہو جاتے کھانے میں دیر سویر ہو جاتی کہاں تو بچوں کا شور شرابہ بھی نا قابل برداشت تھا اور اب یہ حال تھا کہ سال کے اکثر اوقات میں ہمارے گھر پر عملاً لجنہ اور ناصرات کا قبضہ ہوتا تھا۔ جلسہ سیرت النبی ﷺ، جلسہ مسیح موعود، یوم خلافت و مصلح موعود اور ہفتہ وار اجلاس کا انعقاد زیادہ تر ہمارے گھر ہوتا۔ لجنہ کا سالانہ مشاعرہ، مینا بازار، وقف نو بچوں کی کلاسز ان کے بعض پروگراموں کی MTA کے لئے ریکارڈنگ بھی یہیں ہوتی۔

بفضل اللہ تعالیٰ اطفال ناصرات اور لجنہ کا قرآن کریم ناظرہ و ترجمہ سیکھنے کا سنٹر بھی ہمارا گھر تھا۔ غرضیکہ سارا دن سیکرٹریان اور دیگر لجنہ کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا۔ جماعتی فنکشنز کے دوران ہمارے گھر کے پودے اور گھاس وغیرہ کافی خراب ہو جاتی۔ انہیں شور شرابہ بالکل پسند نہیں تھا کھانے میں تاخیر ان کو پسند نہ تھی اپنے ذاتی کاموں میں بھی کوئی کوتاہی برداشت نہ کرتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے آپ کو مکمل بدل ڈالا تھا اور ان کے بدلاؤ کی سمجھ مجھے اس روز آئی جب میں آسٹریلیا شفٹ ہونے سے ایک دو روز پہلے میں خالہ جی رضیہ سے ملنے اور دعا کا کہنے گئی۔ دوران ملاقات خالہ جی نے مجھے بتایا کہ ایک دن میں نے صادق علی کو بلوایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حلقہ کی تجنید بھی بہت زیادہ ہے اور لجنہ کی ذمہ داریاں بھی کافی بڑھ گئیں ہیں میں انشاء اللہ دعا بھی کروں گی لیکن آپ نے بھی حفیظ سے بہت تعاون کرنا ہے۔ اپنی طبیعت کے برعکس بہت کچھ برداشت کرنا ہوگا۔ کھانے میں کبھی دیر ہوگی۔ تازہ پکا ہوا کھانا بھی نہیں ملے گا۔ بچوں کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔ آپ نے بہت مدد اور کوشش کرنی ہوگی۔ وہ دینی فرائض احسن طور پر خوش اسلوبی سے ادا کرے گی تو آپ کو بھی ثواب ملے گا۔ میرے شوہر نے بھی ان باتوں کی تصدیق کی اور بتایا کہ میں نے ان کی نصیحتوں کو ہمیشہ یاد رکھا اور ان پر عمل کیا۔ میرے والد صاحب کی وفات ہوگئی تو چوہدری صاحب نے ہماری والدہ اور بہن بھائیوں کا بہت خیال رکھا ان کے رشتوں اور شادیوں کے سلسلہ میں والدہ صاحبہ کی بہت مدد کی۔ ان کے دیگر معاملات کا بھی بہت خیال رکھتے۔

ہماری شادی شدہ زندگی کا عرصہ تقریباً تینتالیس سال پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے ایک کامیاب زندگی گزاری۔ ہمارے درمیان کبھی لڑائی جھگڑا نہیں ہوا۔ اختلاف رائے ہو جاتا تھا بعض اوقات معمولی رنجش بھی ہو جاتی لیکن جلد صلح ہو جاتی۔ بعض رشتہ داروں کے رویہ سے میں رنجیدہ ہوتی تو بہت دلجوئی کرتے صبر کی تلقین کرتے۔ میں ان سے ایک سال پہلے آسٹریلیا بچوں کے پاس آگئی تھی۔ بعد میں جب یہ آئے تو ایک دن بیٹے سے کہا کہ میں جب سے آیا ہوں تمہاری امی اور بیوی کے آپس کے سلوک سے بہت خوش ہوا ہوں ورنہ پاکستان میں متفکر ہو جاتا تھا کہ کہیں روایتی ساس بہو والا معاملہ نہ ہو۔

اپنے عزیزوں اور دیگر مستحق افراد کی مختلف مواقع پر مالی مدد کرتے۔ عید کے موقعہ پر تحفہ تحائف اور عیدی دیتے۔ آسٹریلیا آنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ اپنی پنشن کی رقم ایک عزیز کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروا دیتے عید کے موقعہ پر یا جب کسی کی مالی مدد مقصود ہوتی تو رازداری سے ادا کرنے کی تاکید کرتے۔ اپنے والد مرحوم کے دوستوں کی بہت عزت واحترام کرتے اور انہیں گھر لے آتے اور خاطر تواضع کرتے۔

مربیان اور جماعتی عہدیداران کے ساتھ بہت احترام سے پیش آتے۔ چوہدری صاحب کی وفات پر امیر صاحب آسٹریلیا تعزیت کے لئے ہمارے گھر تشریف لائے۔ تو دیگر احباب کی موجودگی میں انہوں نے بتایا کہ وفات سے چند دن قبل وہ عیادت کے لئے ہسپتال گئے تو انہیں دیکھتے ہی چوہدری صاحب نے جلدی سے ٹوپی پہن لی۔ بظاہر معمولی بات تھی لیکن امیر صاحب نے بتایا کہ وہ ان سے عمر میں بڑے تھے۔ لیکن انہوں نے یہ عزت اور تکریم امارت کے عہدے کو دی۔ خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے اجتماع کے موقع پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے بھی خدام سے خطاب میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔

2010ء سے پھیپھڑوں کے کینسر کے مرض میں مبتلا تھے۔ بیماری بہت تکلیف دہ تھی لیکن آپ نے بڑے حوصلہ اور صبر سے بیماری کا مقابلہ کیا اور ناشکری کا کوئی کلمہ منہ سے نہیں نکالا اور ہمیشہ خاتمہ بالخیر کی دعا کرتے۔

10 مارچ 2013ء کو آسٹریلیا کے وقت کے مطابق آپ ساڑھے دس بجے (رات) بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مورخہ 12 مارچ 2013ء کو بعد نماز عصر بیت الہدیٰ آسٹریلیا میں امیر مشنری انچارج آسٹریلیا نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدازاں آپ کی تدفین قطعہ موصیان (آسٹریلیا) میں عمل میں آئی۔ 11/اپریل 2013ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیت الفضل لندن میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ وفات کے وقت آپ کے تینوں بیٹے آپ کے پاس موجود تھے۔ آپ نے پسماندگان میں میرے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔ تینوں بیٹے آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔ ایک بیٹی جرمنی میں اور دو UK میں ہیں۔ چھوٹے بیٹے کے علاوہ سب شادی شدہ ہیں اور اللہ کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں جگہ دے۔ ان کی نیکیاں ان کی اولاد میں بھی جاری فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب

انار POMEGRANATE

تعارف۔ اقسام۔ غذائیت اور طبی فوائد

انار کو فارسی، اردو، پنجابی اور ہندی میں ''انار'' کہتے ہیں۔ جبکہ عربی میں اسے ''رمّان'' کہا جاتا ہے۔ انار کا درخت جھاڑی نما ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی پانچ سے آٹھ میٹر کے درمیان رہتی ہے۔ انار کا اصل وطن ایران ہے۔ تاہم سب سے اچھا انار افغانستان کے صوبہ قندھار میں پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کی اچھی اقسام پاکستان، ترکی، ایران، افغانستان، ہندوستان، شام، مراکش اور سپین وغیرہ میں بھی پیدا کی جاتی ہیں۔ صرف ایران میں انار کی 760 کے قریب مختلف اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔ امریکہ میں اس پھل کو ھسپانوی (SPANISH) قوم نے متعارف کروایا۔ ان دنوں کیلیفورنیا اور ایریزونا (ARIZONA) میں اسے بکثرت کاشت کیا جاتا ہے۔

غذائیت

یہ پھل غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ اس میں بڑی مقدار میں شکر (گلوکوز) سمیت مختلف حیاتین موجود ہیں۔ انسانی جسم میں وٹامن سی، فاسفورس، کیلشیم اور سلفر کی ضرورت پوری کرنے کے لئے انار کو ایک اچھا ذریعہ مانا جاتا ہے۔

طبی فوائد

اس کے کئی طبی فوائد ہیں۔ اس کے دانوں کا رس ایک ہلکی اور فرحت بخش غذا ہے۔ جو دل کے امراض میں بہت سودمند ہے۔ میٹھا انار قبض کشا ہوتا ہے۔ جبکہ تھوڑی سی کھٹاس والے انار کے دانے معدے کے ورم اور دل کے لئے لاجواب دوا ہے۔ یرقان، قلت خون، فشار الدم (Blood pressure)، بواسیر، ہڈیوں اور جوڑوں کے درد میں انار بہت مفید ہے۔ انار کے دانے، چھلکا، پھول اور اس کا عرق پیٹ کے کیڑے مارتے ہیں۔ ہر قسم کے بخار کے بعد کی کمزوری کو دور کرتے ہیں۔ میٹھا انار حلق کی سوزش، سینہ کی سوزش میں بھی مفید ہے۔ انار کی ایک عجیب تاثیر یہ ہے کہ اگر اسے روٹی کے ساتھ کھایا جائے تو پیٹ میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہیں ہوتی۔ کھٹا انار، میٹھا انار۔ کھٹ میٹھا انار، بعض میں گٹھلی بالکل نہیں ہوتی۔ اس کا ذائقہ مختلف ہوتا ہے۔ اس انار کو بیدانہ کہتے ہیں۔

مکرم محمد اشرف کاہلوں صاحب

حضرت مولانا دوست محمد شاہد صاحب کی یاد میں

آخر کار حضرت مولانا بھی حیاتِ مستعار گزار کر چل بسے۔ آپ کی ذات کو یہ شرف حاصل ہے کہ زندگی کے شب و روز خدمتِ دیں میں بسر ہوئے۔ آپ کے لمحاتِ زندگی تقویٰ و دعا سے عبارت رہے۔ خداتعالیٰ نے زبان و بیاں کا خاص ملکہ ودیعت کر رکھا تھا۔ سخن گو ہی نہیں بلکہ سخن فہم بھی تھے۔ اندازِ بیاں میں دلکشی اور جاذبیت تھی۔ آپ کا طرز استدلال مؤثر اور مدلل تھا۔ غرضیکہ تقریر و تحریر میں ایک بہتے دریا کی سی روانی اور بہاؤ تھا۔ آپ ایک یگانہ روزگار وجود تھے۔ آپ کی ذات و شخصیت کے حوالہ سے چند یادیں وابستہ ہیں۔ انہی کا تذکرہ مقصودِ تحریر ہے۔

آپ صاحب سخن تھے۔ گفتگو جب کرتے تو بات دل کو لگتی جو علمی اور معلوماتی ہوتی حقائق پر مبنی ہوتی اور حوالہ جات مصدقہ سے مزین ہوتی۔ مخاطب کو مطمئن ہوئے بغیر چارا نہ ہوتا۔ سلسلۂ کلام میں خشکی اور ملائیت نام کی چیز نہ تھی۔ بات کرتے تو عالم سنتا۔ بات سے بات نکالنے کے خوب فن جانتے تھے۔ موقعہ کی تلاش میں رہتے کہ دعوت الی اللہ کا موقعہ میسر آوے اور اس ڈھب سے کوئی راہ راست پر آجائے۔

1978ء کی بات ہے مجھے کسی کام کے سلسلہ میں لاہور جانا ہوا۔ واپسی پر ٹرین کے جس ڈبے میں سوار ہوا۔ حضرت مولانا کو اسی میں ایک سیٹ پر براجمان پایا۔ اتفاقاً آپ کے قریب ہی مجھے بھی نشست مل گئی۔ چہرہ شناسی تو پہلے ہی تھی۔ سلام عرض کی۔ بڑی خندہ پیشانی اور تبسم آمیز مسکراہٹ سے ملے۔ گویا کہ دیرینہ آشنائی تھی۔ ملاقات کی گرمی اور تپاک نے ایک نئے احساس محبت کو ہوا اور جلا دی۔ ٹرین جب سوئے منزل روانہ ہوئی تو اسی اثنا میں ایک شخص سے آپ کا سلسلۂ کلام شروع ہوا۔ بس پھر کیا تھا؟ خوش کلامی کا ایک سماں تھا۔ معارف وحقائق کا ایک بحر رواں تھا۔ لوگ تھے کہ ہمہ تن گوش۔ دینی گفتگو میں نقلی و عقلی دلائل سے ایک اچھوتا رنگ نکھرتا چلا آرہا تھا۔ گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے ہوتا نظر آیا۔ آپ فیصل آباد سٹیشن پر اُتر گئے۔ مجھے گوجرہ اترنا تھا اور اس صاحب کو بھی آگے ہی جانا تھا۔ جب اس پر یہ انکشاف خاکسار کی طرف سے ہوا۔ کہ صاحب! آپ جس شخص سے محوِ گفتگو تھے۔ وہ تو مؤرخ احمدیت ہیں۔ آپ کی علمیت کا وہ پہلے ہی معترف ہو چکا تھا۔ جب اس کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اس کی خوشی اور مسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ وہ اسے اپنے لئے باعث افتخار سمجھنے لگا کہ ایک عظیم علمی شخصیت سے مجھے استفادہ کرنے کی سعادت ملی ہے۔

مطالعہ کے شوق نے آپ میں عمدہ علمی کتب جمع کرنے کا جنون کی حد تک ذوق پیدا کر دیا تھا بلتستان کے علاقہ چپلو میں نوربخشی مسلک کے اکثر لوگ آباد ہیں۔ یہ خود حضرت سید علی ہمدانی ؒ کے معتقد اور عقیدت مند ہیں۔ ایک واقف کار سے مجھے حضرت سید علی ہمدانی ؒ کی ایک کتاب مطالعہ کے لیے ملی۔ یہ اردو ترجمہ تھا۔ کتاب کے مندرجات سے جماعت احمدیہ کی تعلیم کی تائید ہوتی تھی۔ خاکسار نے اس کا حوالہ حضرت مولانا کو بھجوا دیا۔ آپ کو حوالہ ملنا تھا کہ آپ کی آتشِ شوق دستیابی کتاب بھڑک اٹھی۔

فرمایا: کتاب ہاتھ لگے تو خوب بات بنے۔ آپ کا ارشاد سر آنکھوں پر خاکسار کے پاس ناشران کا ایڈریس موجود تھا چونکہ کتاب کو شائع ہوئے ایک مدت بیت چکی تھی اور مالکان کتب خانہ اپنا بزنس بند کر چکے تھے۔ اس لیے کتاب کا حصول ناممکن نظر آرہا تھا۔ تاہم خدا کا نام لے کر ایڈریس پر ایک کارڈ سپرد ڈاک کر دیا۔ دیکھئے خدا کا کرنا کہ ورثاء نے کارڈ ملنے پر پرانے سٹاک یا ذاتی کتاب کا ایک نسخہ بذریعہ ڈاک ارسال کر دیا۔ خاکسار نے جب کتاب خدمت میں پیش کی۔ تو آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ چہرہ مسرت سے تمتما اٹھا۔ اپنی نشست سے دوبارہ اٹھے۔ مصافحہ کیا اور جزاک اللہ۔ کہتے چلے گئے۔ اپنے پاس جو شیرینی پڑی تھی۔ وہ محبت و خلوص سے خاکسار کو پیش کی۔ حضرت مولانا کی اس حوصلہ افزائی اور اظہار تشکر نے میری یادوں پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

حضرت مولانا صاحب قلم کے بھی دھنی تھے۔ انتخاب الفاظ موضوع کے عین مطابق ہوتے۔ وہی زبان و بیانی جو عرف عام میں اس عنوان تحریر کے لیے مستعمل ہوتا وہی زیر قلم تھا۔ جس موضوع سخن کو ہاتھ لگاتے اسے تشنہ نہ چھوڑتے۔ آپ نہ صرف کتاب خواں تھے بلکہ صاحب کتاب بھی تھے۔ تاریخ نویسی میں آپ کے قلم نے جو ہر دکھائے ہیں۔ مختلف النوع موضوعات اور عنوانات پر آپ کی تحریریں پختگی کا بیّن ثبوت ہیں۔ صاحب حال ہو کر قلم پکڑتے اور عنوانِ تحریر کا خوب حق ادا کرتے۔

خوش مزاجی اور مزاح آپ کی طبیعت میں خوب رچا بسا ہوا تھا۔ جو شخص آپ کی بزم سخن میں بیٹھتا اٹھنے کا نام نہ لیتا۔ بوریت کا شائبہ تک نہ تھا۔ عمدہ لطائف عین موقعہ کے مطابق زیورِ گفتگو کرتے۔ آپ صدر نشین ہو کر علمی نکات اور معقولی استدلالات بیان کر دیتے ہیں۔ لوگ ہیں کہ نہایت خاموشی اور توجہ سے آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔ جو آپ کی بزم سے ہو کر آتے وہ نہایت شاداں و فرحاں ہوتے اور جب اپنے ہم جلیسوں میں آکر آپ کی محفل کا ذکر کرتے تو وہ کفِ افسوس ملتے کہ ہم کیوں محروم رہے؟ ہمیں خبر کیوں نہیں کی؟ اجتماعات کے مواقع پر اکثر یہ مناظر دیکھنے کو ملتے وقت کے قدردان تھے جو لمحہ میسر آتا۔ اسے خدمت دین میں صرف کرنا اپنا دینی فریضہ خیال کرنے والے وجود تھے۔ اپنے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ کتابیں ہیں۔ کاغذ ہے اور قلم ہے۔ اپنے کام میں جتے ہوئے ہیں ملاقاتی آتے ہیں۔ ملتے ہیں اپنے کام میں ممد و معاون ہیں یا کوئی حوالہ لائے ہیں۔ تب تو ملاقات کا دورانیہ بڑھ جاتا ورنہ جزاکم اللہ۔ کہہ کر اپنے کام میں مگن اور مصروف ہو جاتے۔ ایک دو ملاقاتوں پر ہمیں مولانا صاحب کی اس خوبی کا علم ہو گیا۔ تو پھر کوئی حوالہ تحریر یا کسی کتاب کا ذکر کرتے تو زیادہ نشست کا موقعہ ہاتھ آجاتا۔ اور اس طرح مولانا صاحب سے نئی باتوں کا علم ہو جاتا۔

حضرت مولانا اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ ایک ادارہ تھے۔ اپنے کام سے کام تھا۔ افراد کا کام تنہا کیا۔ تاریخ نویسی ایک محنت طلب اور کٹھن کام ہے۔ حقائق و واقعات کی چھان پھٹک اور ان کی ترتیب و تدوین اور حسن عبارت اور بلاغت کو مدنظر رکھنا اور ماضی کو حال کے آئینہ میں ڈھالنا اک جان جوکھوں کا کام جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن خلیفہ وقت نے جو تاریخ نویسی کا مشن سپرد کیا۔ اور جو توقعات اور مقاصد متعین کئے تھے۔ آپ بفضل خدا ان پر پورے اترے اور مرد میدان بن کر 20 جلدیں تاریخ کی مرتب کر ڈالیں ان کے علاوہ دیگر تصانیف اور موضوعات پر جو قلم اٹھایا وہ ایک الگ داستان ہے۔

مولانا صاحب کے کردار کی یہ خوبی بھی نمایاں تھی کہ درسوں کی ریسرچ اور دیگر علمی امور میں مدد و معاونت کرنا اپنا دینی و اخلاقی فرض گردانتے تھے۔ جو بھی در پہ آیا تہی دست نہ لوٹا۔ فوراً تعاون کے لیے مستعد ہو جاتے گائیڈ لائن دینے میں بخل سے کام نہ لیتے۔ تشنگانِ حوالہ جات آتے۔ دامن بھر کے لے جاتے۔

آپ مرنجاں مرنج قسم کے انسان تھے۔ باغ و بہار طبیعت والے تھے۔ انتھک محنت کرنے والے انسان تھے۔ نصب العین پر نگہ تھی۔ خلافت سے اخلاص و وفا اور اطاعت کا مستحکم رشتہ استوار تھا۔ خلیفہ وقت کے قدموں میں بیٹھنا اپنی سعادت مندی خیال کرتے تھے۔ طبیعت میں استغناء کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ شرع کے پابند اور عبادت گزار بندۂ خدا تھے۔ دل باتوں سے موہ لیتے تھے۔ حسن کردار اور گفتار کے غازی تھے۔

آپ کی سیرت و کردار کے گلدستہ میں ہر پھول میں بہار کا رنگ تھا۔ آپ کے نام جو نامے آتے ان کا ضرور جواب دیتے حسب حال جوابی خطوط ہوتے حضرت مولانا کی عادت تھی کہ بچوں تک کے لکھے مکتوب کا خوشدلی سے اچھے اور مناسب اسلوب میں جواب لکھتے میرے بچوں نے جب بھی آپ کی خدمت میں خط لکھے جواب سے خود نوازا۔ آپ رشتہ الفت کو بنانے والے بزرگ تھے۔ جن سے تعلق خاطر ہوا اسے نبھایا اور پروان چڑھایا یہ بات ان تحریرات سے خوب عیاں ہیں جو آپ کی یاد میں احباب کی جانب سے منصۂ شہود پر آئی ہیں۔

اطلاعات واعلانات

سانحہ ارتحال

مکرمہ کوثر مجید صاحبہ سیکرٹری مال لجنہ اماء اللہ ساہیوال شہر تحریر کرتی ہیں۔

میری چھوٹی بہن امۃ الرفیع صاحبہ زوجہ مکرم ملک سلیم لطیف صاحب ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب بنت مکرم ملک محمد دین شہید صاحب ساہیوال 2 ماہ 10 دن بیمار رہنے کے بعد 3 جولائی 2013ء کو وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم حمید اللہ خالد صاحب مربی سلسلہ ساہیوال نے پڑھائی اور ساہیوال میں ہی تدفین ہوئی۔ آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ ننکانہ اور سیکرٹری تعلیم و تربیت کے طور پر خدمت کرنے کا موقع ملا۔ تعلیم یافتہ تھیں اس لئے عام تعلیم اور قرآن پاک بلا معاوضہ پڑھاتی تھیں۔ خدمت خلق کا جذبہ خوب تھا۔ کسی کی شادی ہو یا کوئی اور موقع ہو بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ جب ننکانہ صاحب میں آگ لگانے کا واقعہ ہوا تو ان کے گھر کو بھی نقصان پہنچا۔ حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بہادری سے جلوس جو گھر داخل ہو گیا تھا۔ اپنے خاوند کو لے آئیں۔ کسی قسم کا خوف اپنے اوپر نہ آنے دیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنا تولیہ ازراہ شفقت عنایت فرمایا تو اکثر اس کا ذکر کرتیں بعد میں یہ تولیہ اپنی بیٹی کو جہیز میں دے دیا۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں تمام مہمانوں کی کھلے دل سے خدمت کرتیں۔ ان کے دو بیٹے اور بیٹی ہے۔ سب تعلیم یافتہ ہیں۔ دو بچوں کی شادی کی ہوئی ہے۔ ماشاء اللہ ایک پوتی اور دو نواسیاں ہیں۔ اس موقع پر تمام احباب جو ہمارے غم میں شریک ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ مولیٰ کریم ان کو جزا دے۔ نیز احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

ایم ٹی اے کے پروگرام

12 ستمبر 2013ء

12:30 am ریئل ٹاک
2:00 am میدان عمل کی کہانی
2:55 am خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 2007ء اور انتخاب سخن
5:05 am عالمی خبریں
5:25 am تلاوت قرآن کریم، درس ملفوظات اور الترتیل
6:20 am خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ کینیڈا
7:35 am دینی وفقہی مسائل اور قرآنک آرکیالوجی
8:55 am فیتھ میٹرز اور لقاء مع العرب
11:00 am تلاوت قرآن کریم، درس حدیث اور یسرنا القرآن
12:00 pm جلسہ سالانہ یوکے یکم ستمبر 2013ء
1:00 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
2:00 pm ترجمۃ القرآن کلاس 10 دسمبر 1996ء
3:10 pm انڈونیشین سروس اور پشتو مذاکرہ
5:00 pm تلاوت قرآن کریم، درس حدیث اور یسرنا القرآن
5:55 pm Beacon of Truth (سچائی کا نور)
7:00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 6 ستمبر 2013ء (بنگلہ ترجمہ)
8:05 pm کسر صلیب اور Maseer-e-Shahindgan
9:35 pm ترجمۃ القرآن کلاس اور یسرنا القرآن
11:00 pm عالمی خبریں اور خطاب حضور انور برموقع جلسہ سالانہ یوکے

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

❁ مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے لاہور کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

❁ مکرم رفیع احمد رند صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع لیہ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ربوہ میں طلوع وغروب 29۔اگست	
طلوع فجر	4:14
طلوع آفتاب	5:39
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	6:39

فیصل کراکری اینڈ کچن الیکٹرونکس کی زبردست پیشکش
فیصل کراکری اینڈ کچن الیکٹرونکس
جہاں آپ کو کراکری کی مکمل ورائٹی ایک ہی چھت کے نیچے دستیاب ہوگی۔ نیز شادی بیاہ کے برتنوں کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔
ریلوے روڈ ربوہ: 0323-9070236

تاج نیلام گھر
ہر قسم کا پرانا گھریلو اور دفتری سامان کی خرید وفروخت کیلئے تشریف لائیں۔ مثلاً: فرنیچر، کراکری، A-C، فریج، کارپٹ، جوسر گرائنڈر اور کوئی بھی سکریپ
رحمٰن کالونی ڈگری کالج روڈ
پروپرائیٹر: شاہد محمود
03317797210
047-6212633

الصادق اکیڈمی بوائز دارالصدر جنوبی
کلاس 6th تا 9th داخلہ جاری
الصادق اکیڈمی جماعتی اداروں کے شانہ بشانہ پچھلے 25 سال سے اہالیان ربوہ کی تعلیمی میدان میں خدمت میں پیش پیش
● پریپ تا کلاس فائیو گرلز سیکشن میں داخلے جاری ہیں
● فیصل آباد بورڈ سے الحاق شدہ
● چند اساتذہ کی آسامیاں خالی ہیں
پرنسپل الصادق بوائز نزد مریم ہسپتال ربوہ
0476214399:

FR-10